روزہ رکھنے کی منت مانی اور بیمار ہوگئے تو روزے کا حکم

ریفرنس نمبر:Nor-11207
تاریخ:27-12-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہندہ نے یوں منت مانی کہ **"میرا بیٹا امتحان میں پاس ہو گیا، تو میں ایک روزہ رکھوں گی۔"** اب اس کا بیٹا تو امتحان میں پاس ہو گیا، لیکن ہندہ اتنی بیمار ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتی، ڈرِپ کے ذریعہ اسے کھانا پانی دیا جاتا ہے، بظاہر ہندہ کے صحت یاب ہونے کی بھی کوئی امید نہیں۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ اب اس صورت میں ہندہ کے لیے منت کے روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا ہندہ کی طرف سے اس روزے کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں یہ منت درست ہے اور اس منت کی وجہ سے ہندہ پر ایک روزہ رکھنا ضروری ہو گیا ہے۔ نیز پوچھی گئی صورت میں ہندہ کی کیفیت کے پیشِ نظر کافی تفصیل ہے، جو مختلف احکامات کے ساتھ چند پیراگراف میں درج ذیل ہے:

اولاً تو یہ یاد رہے کہ روزے کے بجائے اس کا فدیہ ادا کرنے کا حکم فقط شیخِ فانی کے لیے ہے، مطلق مریض کے لیے یہ حکم نہیں۔ شیخِ فانی وہ شخص ہوتا ہے جو بڑھاپے کے سبب اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ حقیقتاً اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہ ہو، نہ سردی میں نہ گرمی میں، نہ لگاتار نہ متفرق طور پر اور نہ ہی آئندہ زمانے میں اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔ ایسے شیخِ فانی کے لیے شرعاً حکم یہ ہوتا ہے کہ وہ روزے کا فدیہ ادا کرے، خواہ وہ روزہ رمضان کا ہو یا قضا کا ہو یا منت کا ہو، بہر صورت اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اس روزے کا فدیہ ادا کرے۔ البتہ اگر فدیہ دینے کے بعد شیخِ فانی میں اتنی طاقت آجائے کہ وہ روزہ رکھ سکے، تو اس صورت میں وہ دیا گیا فدیہ نفل شمار ہو گا اور روزے کی قضا نئے سرے سے اس کے ذمہ لازم آئے گی۔

اس پوری تفصیل سے واضح ہوا کہ پوچھی گئی صورت میں اگر ہندہ شیخِ فانیہ ہے، تو پھر اس کی طرف سے اس منت کے روزے کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے اور اگر ہندہ شیخِ فانیہ نہیں، تو اس صورت میں اس کی طرف سے اس منت والے روزے کا فدیہ ادا نہیں کیا

جا سکتا، بلکہ وہ بیماری جانے کا انتظار کرے اور صحت یاب ہونے پر اس روزے کی ادائیگی کرے۔

اگر صورتِ مسئولہ میں ہندہ شیخ فانیہ کی حد تک بھی نہ پہنچے اور اسے کفارہ لازم ہونے سے لے کر اب تک بیماری وغیرہ معتبر عذر کی بنا پر منت کا وہ روزہ رکھنے کا موقع بھی نہ ملے، تو اس صورت میں ہندہ پر فدیہ کی وصیت کر کے جانا واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر کے جانا فقط اسی وقت واجب ہوتا ہے جب معذور کو روزہ رکھنے کا موقع ملے، لیکن پھر بھی وہ روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر وصیت واجب نہ ہونے والی صورت پائی جاتی ہے اور ہندہ پھر بھی وصیت کر جاتی ہے، تو یہ وصیت درست ہے، جو ہندہ کے تہائی مال میں جاری ہوگی۔

اگر صورتِ مسئولہ میں ہندہ کو بیماری وغیرہ عذر ختم ہونے کے سبب منت کا یہ روزہ رکھنے کا موقع مل جاتا ہے، لیکن پھر بھی وہ روزہ نہ رکھے پھر وہ دوبارہ بیمار ہو کر بستر مرگ میں جا پہنچے، لیکن شیخ فانیہ بھی نہ ہو، تو اب ہندہ پر فدیہ کی وصیت کر کے جانا واجب ہوگا، ہاں اگر ہندہ نے وصیت نہ کی مگر ورثاء نے اپنی طرف سے ہندہ کے اس روزے کا فدیہ ادا کر دیا، تو ان کا ایسا کرنا بھی جائز اور ایک عمدہ عمل ہے، اگرچہ ورثاء پر ایسا کرنا واجب نہ تھا۔

شرط پائی جانے کی صورت میں منت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ”**فان علقه بشرط يريده** كان قدم غائبي او شفى مريضي **يوفي وجوباً ان وجد الشرط**“ یعنی اگر کوئی شخص نذر کو کسی ایسی شرط پر معلق کرتا ہے، جس کا ہونا اسے پسند ہو، جیسا کہ وہ کہے: اگر اللہ تعالیٰ میرے غائب کو واپس لوٹا دے یا اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفا دے دے، تو اب شرط پائے جانے کی صورت میں اس نذر کو پورا کرنا ہی اس پر واجب ہوگا۔

(ملخصاً از ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الایمان، جلد 05، صفحہ 542، 543، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”**اگر ایسی چیز پر معلق کیا کہ اوس کے ہونے کی خواہش ہے**، مثلاً: اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے یا پردیس سے آجائے یا میں روزگار سے لگ جاؤں، تو اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا خیرات کروں گا، **ایسی صورت میں جب شرط پائی گئی** یعنی بیمار اچھا ہو گیا یا لڑکا پردیس سے آگیا یا روزگار لگ گیا، **تو اتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضرور ہے**، یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کام نہ کرے اور اس کے عوض میں کفارہ دیدے۔“ (بہار شریعت، جلد 02، صفحہ 314، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شیخِ فانی کسے کہتے ہیں؟ اس کے متعلق شرح النقایہ میں ہے: ”(و شيخ فان) سمى به لقربه الى الفناء او لانه فنيت قوته (عجز عن الصوم افطر)“ یعنی بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو، وہ روزہ نہیں رکھے گا، اسے شیخِ فانی اس لیے کہتے ہیں

کہ وہ فنا کے بہت قریب ہوتا ہے یا اس لیے کہ اس کی قوت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

(فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، کتاب الصوم، جلد 01، صفحہ 582، مطبوعہ کراچی)

شیخِ فانی کو روزے کا فدیہ دینے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:"(وللشيخ الفاني العاجز عن الصوم الفطر ويفدي)وجوبا لو موسراً وإلا فيستغفر الله, هذا اذا كان الصوم اصلاً بنفسه وخوطب بادائه "ترجمہ: شیخ فانی جو روزہ رکھنے سے بالکل عاجز آجائے اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس روزے کے بدلے فدیہ دینا واجب ہے، اگر وہ خوشحال ہو، ورنہ وہ استغفار کرے، یہ حکم اس روزے کے بارے میں ہے جو بذاتِ خود اس پر واجب ہو (یعنی کسی چیز کے بدل میں نہ ہو، جیسے قسم اور قتل کے روزے وغیرہ کہ ان میں اصل فدیہ اور دیت ہے، روزے ان کا بدل ہیں) اور اس کی ادائیگی کا اسے حکم دیا ہو۔

دِرِ مختار کی عبارت (اصلاً بنفسہ) کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"کرمضان وقضائه **والنذر** كما مر فيمن نذر صوم الابد, وكذا لو نذر صوما معينا فلم يصم حتى صار فانيا جازت له الفدية، بحر"ترجمہ: جیسے رمضان، قضائے رمضان اور منت کے روزے جیسا کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت ماننے والے کا مسئلہ ماقبل گزرا ہے، اسی طرح اگر کسی نے معین دن کے روزے کی منت مانی پھر اس نے روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ وہ شیخ فانی ہو گیا، تو اب اسے روزے کا فدیہ دینا جائز ہے، بحر۔ (ملخصاًاز ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، جلد 03، صفحہ 472، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لیے جائز ہے، جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہرگز نہیں، **فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا ہے، جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضُعف بڑھے گا اُس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔**"

(فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 521، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:"**جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے، انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں، بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں**، اگر قبلِ شفا موت آجائے، تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں، غرض یہ ہے کہ **کفارہ اس وقت ہے** کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو **اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا** کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا، **تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں، ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے۔**"

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 547، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

انتقال کے بعد میت کی طرف سے فدیہ ادا کرنے کے حوالے سے فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”**ولو فات صوم رمضان بعذر المرض أو السفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیه** لکنه إن أوصی بأن یطعم عنه صحت وصیته، وإن لم تجب علیه ویطعم عنه من ثلث ماله فإن برئ المریض أو قدم المسافر، **وأدرک من الوقت بقدر ما فاته فیلزمه قضاء جمیع ما أدرک فإن لم یصم حتی أدرکه الموت فعلیه أن یوصي بالفدیة** کذا في البدائع ویطعم عنه ولیه لکل یوم مسکینا نصف صاع من بر أو صاعا من تمر أو صاعا من شعیر کذا في الهدایة۔ فإن لم یوص وتبرع عنه الورثة جاز، ولا یلزمهم من غیر إیصاء کذا في فتاوی قاضي خان “یعنی جس کا رمضان کا روزہ مرض یا سفر کے عذر کی بنا پر قضا ہوا اور اس کا وہ مرض اور سفر جاری رہا، یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوا، تو اس روزے کی قضاء لازم نہیں، لیکن اگر اس نے اس روزے کے بدلے میں کھانا کھلانے کی وصیت کی تھی، تو اس کی وصیت درست ہوگی، اگرچہ اس پر وصیت کرنا واجب نہ تھا اور اس کے تہائی مال میں سے فقراء کو کھانا کھلایا جائے گا۔ ہاں اگر مریض شفایاب ہوگیا تھا یا پھر مسافر سفر سے لوٹ آیا تھا اور اس نے روزے کی قضاء کرنے کے وقت کو بھی پالیا تھا، تو اس صورت میں ان تمام چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہوگی، پس اگر اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ اسے مرض الموت نے آلیا، تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے، جیسا کہ بدائع میں ہے اور اس کا ولی ہر دن ایک مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو صدقہ کرے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، اور اگر اس نے وصیت نہ کی، لیکن ورثا تبرعاً اس کی طرف سے فدیہ دے دیں، تب بھی جائز ہے، اگرچہ بغیر وصیت کے ورثاء پر یہ فدیہ دینا لازم نہیں، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، جلد 01، صفحہ 207، مطبوعہ پشاور)

روزے کا موقع نہ ملے تو وصیت کر کے جانا واجب نہیں۔ جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ”(فإن ماتوا فیه) أي في ذلک العذر (فلا تجب) علیهم (الوصیة بالفدیة) لعدم إدراکهم عدة من أیام أخر (ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت) الوصیة بقدر إدراکهم عدة من أیام أخر “یعنی وہ افراد کہ جنہیں عذر کی بنا پر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، یہ اگر اپنے اسی عذر میں فوت ہو جائیں، تو دوسرے ایام نہ پائے جانے کی وجہ سے ان پر روزے کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب نہیں۔ ہاں اگر ان کا انتقال عذر زائل ہونے کے بعد ہوا ہو، تو اب ان پر اتنے دنوں کے روزوں کی وصیت کر کے جانا واجب ہے جتنے دن انہیں روزہ رکھنے کا موقع ملا مگر روزہ نہ رکھا۔

اس عبارت کے تحت رد المحتار میں ہے:"قوله: (فإن ماتوا الخ) ظاهر في رجوعه إلى جميع ما تقدم حتى الحامل والمرضع۔۔۔ **فإن کل من أفطر بعذر ومات قبل زواله لا يلزمه شیء**۔۔۔ قوله: (لعدم إدراکهم الخ) أي فلم يلزمهم القضاء، ووجوب الوصية فرع لزوم القضاء "یعنی ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد تمام وہ افراد ہیں جن کا ذکر ماقبل ہو چکا، یہاں تک کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت بھی اس حکم میں داخل ہے۔۔۔ پس ہر وہ شخص جس نے کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑا اور اس عذر کے زائل ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو اب اس پر کوئی شے لازم نہیں۔۔۔ ان کے دوسرے ایام کو نہ پانے کی وجہ سے ان پر ان عذر کے دنوں کی قضا لازم نہیں اور وصیت کا وجوب قضا لازم ہونے ہی کی فرع ہے (لہذا وصیت بھی واجب نہیں ہو گی)۔"

(ملتقطاً وملخصاً از رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، جلد 03، صفحہ 466، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے:"اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے، تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں، پھر بھی وصیّت کی تو تہائی مال میں جاری ہو گی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیّت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اَولیٰ وصیّت کرنا واجب ہے اور وصیّت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے، مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔" (بہار شریعت، جلد 01، صفحہ 1005، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

11 جمادی الاولیٰ 1442ھ / 27 دسمبر 2020ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے